جناب دوست محمد شاکر

علم نحو اور اس کی ابتدا

قرآن مجید میں فکر و تدبر نے دو قسم کے علوم کو جنم دیا، ایک علم نحو کو اور دوسرے علم لغت کو۔ جب عجمیوں کے ساتھ میل جول ـــــ وغیرہ سے عربی لب و لہجہ میں فرق اور "لحن" میں تغیر رونما ہونے لگ تو زبان کی انفرادیت اور لب و لہجہ کی صفائی کو برقرار رکھنے کے لیے علم نحو کی تدوین ہوئی۔ بالخصوص بص اور کوفے کے اہلِ علم نے اس علم کی آبیاری کی اور اُسے کمال تک پہنچایا۔ سب سے پہلا شخص جس نے نح کے ابتدائی اصول مرتب کیے، ابو الاسود الدولی ہے ـــــ ابن خلکان کے خیال کے مطابق نح کے اصول سب سے پہلے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے وضع کیے اور دؤلی سے کہا کہ وہ ان بنیادوں پر عما کھڑی کرے۔ دوسرا شخص جس نے اس کام کو جاری کیا، خلیل بن احمد تھا۔ وہ بصرے کے علما میں سے تھا، علم عروض کی بنیاد اسی نے ڈالی اور علمِ لغت پر سب سے پہلی کتاب اسی نے مرتب کی۔

عربی قواعدِ نحو پر سب سے پہلے اور باقاعدہ کتاب لکھنے کا شرف خلیل کے شاگرد سیبویہ کو حاصل ہے اس کی کتاب کا نام "الکتاب" ہے۔

عربی ادب میں نقطے اور حرکات کی اختراع کا سہرا بھی الدؤلی کے سر ہے لیکن اس کی ایجاد کردہ ح آج کل کی مروجہ حرکات سے مختلف تھیں۔ اس سلسلے میں حجاج بن یوسف کی کوششیں قابلِ ذکر اور لائق ست ہیں کہ اس نے حرکات، اعراب اور نقطے لگا کر فہم الفاظ میں سہولت پیدا کی۔ لفظ "نحو" کے معنی طرف راستے کے ہیں۔ مثلاً کہا جاتا ہے نَحَوْتَ أَحْسَنَ النحو یعنی تو اچھے راستے پر چل نکلا۔ ایک روایت مطابق مذکورہ فقرہ حضرت علی نے ابو الاسود الدؤلی سے کہا تھا۔ اس سے اس علم کا نام "علم نحو" پڑ اس سے بھی قبل کی بعض روایات کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زبان کی صحت اور الفا ٹھیک ٹھیک ادا کرنے کی تاکید فرمائی۔ آپؐ نے ایک ایسے شخص کو دیکھا جو اپنی زبان میں لحن کیا کرتا تھا۔ نے ارشاد فرمایا: أَرْشِدُوا أَخَاكُمْ فَإِنَّهُ قَدْ ضَلَّ [1]

---

[1] کنز العمال: جلد اوّل، ص ۱۵۱

یعنی اپنے بھائی کو ہدایت کرو کیونکہ وہ پھسل گیا ہے۔

سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے مقرر کردہ والیوں میں سے ایک نے اپنے خط میں غلطی کی تو آپؓ نے اس کو لکھا: أَنْ قَنِّعْ كَاتِبَكَ سَوْطًا۔[۲]

اپنے کاتب پر کوڑا لہراؤ تاکہ وہ درست لکھے۔

اس کے بعد نحو کی طرف حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عنانِ توجہ منعطف فرمائی۔ اس سلسلے میں ایک روایت یہ ہے کہ حضرت علی نے الدؤلی سے کہا کہ عراق کے لوگ تم سے قرآن سیکھتے ہیں مگر ان کی زبان میں لحن کی غلطی ہے۔ یہ لوگ اپنی زبان میں سوچتے ہیں اور پھر عربی زبان میں اس کا ترجمہ کرتے ہیں۔ اس طرح بہت سی غلطیوں کے مرتکب ہوتے ہیں۔ لہٰذا ان کی غلطیاں درست کرو اور انھیں نحو سکھاؤ۔ ابو الأسود الدؤلی نے پوچھا کہ کس طرح سکھاؤں؟ حضرت علیؓ نے بتایا کہ ایک اسم ہوتا ہے، ایک فعل ہوتا ہے اور ایک حرف ہوتا ہے۔ پھر ان کی تعریف کی۔ یہ سب کچھ حضرت علیؓ نے اپنے فکر و ذہن کی بنا پر بتایا، اس سے پہلے اسم اور فعل کا تصور نہ تھا۔

دوسری روایت یہ ہے کہ بصرہ کے گورنر زیاد بن سمیہ نے کہا کہ اے ابو الاسود! کچھ لوگ زبان کی غلطیاں کرتے ہیں، تم انھیں نحو پڑھاؤ۔

تیسری روایت یہ ہے کہ زیاد بن سمیہ نے جب لوگوں کو ان کی لحن کی غلطیوں کی طرف توجہ دلائی اور نحو پڑھانے کو کہا تو ابو الاسود نے اختلاف کیا۔ زیاد نے ایک بدوی کو بلایا اور کہا کہ جب ابو الأسود بازار جائے تو اس کے پیچھے چلتے ہوئے یہ پڑھنا: "إِنَّ اللّٰهَ بَرِیٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ وَرَسُوْلِهٖ۔" چنانچہ لفظ رسول کو بکسرِ لام پڑھنے سے ابو الأسود چونکے اور اس شدید غلطی سے متاثر ہو کر نحو کی خدمت میں لگ گئے۔

چوتھی اور آخری روایت کے مطابق ابو الاسود الدؤلی اپنے گھر میں بیٹھے تھے اور ستارے چمک رہے تھے، آسمان نہایت خوبصورت دکھائی دے رہا تھا، جسے دیکھ کر ان کے بیٹے نے ما أحسنَ السماءِ کی بجائے ما أحسنُ النجومِ کہہ دیا۔ انھوں نے لڑکے کی اس غلطی پر قوانینِ نحو بنانے شروع کر دیے۔

نحو کی وجہِ تسمیہ

جب عجمیوں کے ساتھ روابط اور اختلاط کی وجہ سے زبان میں شدید تبدیلی آنے لگی اور قرآن کریم میں

---

[۱] الخصائص، ابن جنی، ص ۸ [۲] ایضاً

بھی غلطیوں کا اندیشہ ہونے لگا تو الدؤلی نے اپنے بیٹے سے کہا: إنحِ هٰذا النحو - یعنی اس راستے پر چلو۔ اسی لیے نحو کو "نحو" کہا جانے لگا - ایک دوسری روایت کے مطابق سیدنا حضرت علی نے اسم، فعل، حرف کی تشریح کے بعد مذکورہ بات ابوالاسود الدؤلی کو فرمائی تھی - محمد ابن سلام الجمحی الدؤلی کے متعلق کہتے ہیں:

"کَانَ أَوَّلُ مَنْ أَسَّسَ العربیۃ وَفَتَحَ بَابھا و انھج سبیلھا وَوَضَعَ قیاسھا۔"[۲]

یعنی ابوالاسود الدولی پہلا شخص ہے، جس نے عربی زبان کی تاسیس کی کے اس کے قواعد و ضوابط بنانے کی ابتداء کی - ان کا (درست) طریقہ رائج کیا اور اس کے اصول و قیاسات وضع کیے -

زبیدی کی رائے بھی یہی ہے: أَوَّلُ مَنْ اسس النحو و أعمل فکرہ فیہ ابوالأسود الدُّؤلی -

یعنی ابوالاسود الدولی پہلا شخص ہے جس نے علم نحو کی بنیاد رکھی اور اس میں غور و فکر کے ذریعے (صحیح طور پر) کام کیا -

ابوالأسود الدولی کے شاگردوں کی تعداد بہت زیادہ ہے اور وہ سب قرآن حکیم کے بہترین قاری تھے - اس نے بہت بڑا کام یہ کیا کہ وہ ان سے تمام نقطے اچھی طرح لگوایا کرتا تھا -

فکُلُّ هٰؤلاء نقطوا المصحف وأخذ منھم النقط وحفظ وضبط وقیّد وعمل بہ واتّبع فیہ سنّتھم واقتدی فیہ بمذاہبھم[۳]

ان سب حضرات نے مصحف پر نقطے لگائے جن سے نقطے لیے گئے - بعد ازاں انھیں یاد کیا گیا اور ضبطِ تحریر میں لایا گیا - انھی کے قواعد کی پیروی کے مطابق عمل کیا گیا - اور ان کے انداز کی پیروی کی گئی -

علم نحو کا سب سے پہلا مدرسہ بصرہ تھا، دوسرے نمبر پر کوفہ اور تیسرے نمبر پر بغداد آتا ہے -

بصرہ ۱۴ھ میں آباد ہوا - سیدنا فاروق اعظمؓ نے اسے فوجی کام کر بنایا - یہاں آنے والے تاجر غیر ملکی زبانیں بھی جانتے تھے، لیکن وہ عربی زبان کے قواعد سے ناآشنا تھے - "بص رہ" دراصل فارسی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی ہیں بہت سی راہوں والا - یہاں سے بہت سے راستے نکلتے تھے - بصرے والوں نے سرکنڈوں کی عمارتیں بنوائیں، حکمران اور عام لوگ ایسے ہی مکانوں میں سکونت پذیر تھے - کوفہ ایک سال بعد یعنی ۱۵ھ میں عسکری چھاؤنی کے طور پر وجود میں آیا - کوفہ عربی زبان میں ٹیلے کو کہتے ہیں - اس کا یہ نام اس لیے پڑا کہ کوفہ والے بابل

[illegible]

سے اینٹیں لاکر مکان تعمیر کرتے تھے، بابل والوں نے سمجھا کہ نزدیک ہی آبادی ہو رہی ہے، وہاں جاکر خوانچے لگانے لگے۔ بصرے میں پڑھ کر لوگ کوفہ کا رُخ کرنے لگے۔ بصرے والوں کا معیارِ علم سماع تھا اور کوفے والوں کا قیاس۔

عہدِ عباسیہ کے عہد میں علم نحو مدارس میں پڑھایا جانے لگا۔ علما نے باقاعدہ کتابیں لکھنا شروع کیں۔ اس کے احکام و احوال اور ضوابط مقرر کیے گئے۔ بصرے اور کوفے کے علما علم نحو پر شرح و بسط سے بحثیں کرتے لیکن علمِ نحو کی تدوین کا سہرا علمائے بصرہ کے سر ہے۔ انھی میں سے ابوالاسود الدؤلی موجدِ نحو، ابن اسحٰق الحضرمی نحوی (قانونِ نحو بیان کرنے والا) اور ہارون ابن موسیٰ ہیں۔

علمِ نحو پر سب سے پہلی کتاب عیسیٰ ابن عمر نے لکھی اور نحوی مسائل کو قواعد و ابواب کے تحت مرتب کرنے والا "الکتاب" کا مصنف سیبویہ ہے۔ یہ علم بصرے، کوفے اور اس کے قرب و جوار میں پھیل چکا تو اہلِ کوفہ نے اس میں حصہ لینا شروع کیا۔ انھوں نے سب سے پہلے یہ علم بصریوں سے سیکھا، بعد ازاں علمِ نحو کی تدوین اور شرح و تفصیل میں انھوں نے اہلِ بصرہ کی برابری اور مقابلہ کرنا شروع کر دیا۔ حتّٰی کہ فریقین میں سخت چپقلش اور کشمکش رہنے لگی اور ان میں سے اس موضوع کے متعلق ہر فریق کا جداگانہ مذہب ہو گیا۔

وجہِ اختلاف

فریقین میں مخالفت کی وجہ یہ تھی کہ بصری سماع کو ترجیح دیتے تھے اور بصورتِ مجبوری قیاس کی اجازت دیتے تھے۔ وہ روایت کے سختی کے ساتھ پابند تھے۔ خالص فصیح اور عربی زبان کو قابلِ سند تصور کرتے تھے۔ اس قسم کی زبانیں بولنے والوں کی بصرہ اور اس کے مضافات میں کثرت تھی۔

اہلِ کوفہ قیاس کو ترجیح دیتے اور دیہات میں رہنے والوں کو بھی قابلِ اعتماد سمجھتے تھے۔ حالانکہ اِن کی فصاحت بصری تسلیم نہ کرتے تھے۔

گردشِ دوراں اور رفتارِ زمانہ کے ساتھ ساتھ کوفہ اور بصرہ میں علم اور اہلِ علم کی وہ چہل پہل باقی نہ رہی تو بعد میں ایک ایسا دور آیا کہ بغداد علم کا مرکز قرار پا گیا۔